تقلید کی برکات اور ترک تقلید کے نقصانات

تقلید کے فوائد و برکات:

ناظرین کرام! تقلید ایک نکیل اور لگام ہے، جو انسان کو بے راہ روی سے روکتی ہے۔ مطلق العنانی، خود پسندی، خود بینی اور خود سری سے منع کرتی ہے، شوخ چشمی، ذہنی آوارگی اور مذہبی آزاد خیالی سے باز رکھتی ہے۔ نفس کی بے لگام خواہشات کی اتباع اور علمائے حق کی مخالفت سے بچنے کا واحد ذریعہ صرف اور صرف تقلید ہے۔

ذیل میں تقلید کے چند فوائد و برکات اور اس کے کچھ خوش آئند ثمرات و نتائج تحریر کئے جاتے ہیں:

تقلید کی برکت نمبر 1:

دنیا کے تمام علوم وفنون اور پیشوں کی تعلیم کا سلسلہ تقلید کی برکت سے جاری و ساری ہے

ناظرین باتمکین! دنیا کے تمام علوم وفنون، پیشے اور دستکاریاں تبھی سیکھی جاتی اور سکھائی جاسکتی ہیں، جب سیکھنے والا سکھانے والے کی تقلید کرے۔ ایک بچہ مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا ہے، استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتا ہے، حضرت استاد، شاگرد کو پڑھانا شروع کرتے ہیں، فرماتے ہیں بیٹا، کہو الف، شاگرد اگر الف کہنے کی بجائے استاد سے کہے کہ استاد جی پہلے آپ مجھے اس بات کی دلیل دیں کہ یہ الف ہے، ورنہ میں اس کو الف

ماننے کیلئے ہرگز ہرگز تیار نہیں، ناظرین کرام! خدا لگتی کہئے کہ کیا یہ بچہ زیور تعلیم سے آراستہ ہوسکتا ہے؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں، قطعاً اور یقیناً نہیں۔

ایک شخص کسی ماہر فن دستکار کے پاس فن کی تحصیل کے لئے جاتا ہے تو یہ شخص اگر اس ماہر فن کی ہدایات کی اتباع اور تقلید کرے گا، تو یہ اس فن، پیشے اور صنعت میں کمال اور مہارت حاصل کرلے گا، لیکن اگر یہ غیر مقلدانہ رویہ اور طرز عمل اختیار کرے گا، استاد کی تقلید اور اتباع سے اعراض وانکار کرے گا، تو یہ شخص خواہ اپنی ساری عمر، اس فن کی تحصیل میں کھپا دے فن میں مہارت حاصل کرنا تو کجا، اس کو ادنی مناسبت بھی نہ پیدا ہوسکے گی۔

برکت نمبر 2

دنیا میں صحت کا نظام بھی تقلید کی برکت سے قائم ھے

غیر طبیب کیلئے، طبیب کی اتباع اور تقلید نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ اگر غیر طبیب، طبیب حاذق کے تجویز کردہ نسخہ جات میں کیڑے نکالے، ان پر نکتہ چینی کرے، ان کے استعمال میں چوں چرا کرے، تشخیص میں ٹانگ اڑائے، طبیب ماہر اور حکیم حاذق کی تجویز کا مذاق اڑائے اس کی تشخیص کو ہدف تنقید بنائے، تو کیا ایسا شخص صحت یاب اور تندرست ہوسکتا ہے: نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

اسی طرح غیر طبیب کے لئے جائز نہیں کہ وہ محض اردو تراجم دیکھ کر اپنا علاج کرنے لگے، یا اپنا مطب کھول کر بیٹھ جائے، اس شخص کی اس غیر عاقلانہ اور احمقانہ حرکت کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا برآمد ہوگا کہ یہ غیر طبیب اور اناڑی معالج لوگوں کی زندگیوں سے کھیلے گا، لوگ اس کے اناڑی پن کی بھینٹ چڑھ کر برباد ہو گئے، اور قبرستان اس کی نیم حکیمی کی بنا پر آباد ہو گئے، ایسا شخص احمق اور نادان ہے، اور جو شخص ایسے نادان اور اناڑی سے اپنا علاج کروائے وہ اس سے بھی بڑھ کر نادان اور پاگل ہے۔

برکت نمبر۳

دنیا کے تمام چھوٹے اور بڑے ادارے تقلید کی بدولت چل رہے ہیں

دنیا بھر کے تمام ادارے چھوٹے ہوں یا بڑے، اہم ہوں یا غیر اہم، دینی ہوں یا غیر دینی، صرف تقلید کی برکت سے چل رہے ہیں، ہر ادارہ کا ایک سربراہ اور منتظم اعلیٰ ہوتا ہے۔ عملہ کے تمام ارکان اس کے ماتحت کام کرتے ہیں اگر ادارہ کا سربراہ اپنے کسی ماتحت کو کسی کام کا حکم دے اور وہ ماتحت شخص اس کے حکم کی تعمیل کے بجائے منتظم اعلیٰ سے اس حکم کی دلیل دریافت کرنے لگے اور کہے کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل تب کروں گا جب آپ اپنے اس حکم کو دلیل سے مدلل ومبرہن کردیں ورنہ میں آپ کے حکم کی تعمیل سے قاصر ہوں۔ پھر اس کے دیکھا دیکھی عملہ کے دوسرے ارکان بھی یہی ضد کرنے لگیں۔

ناظرین کرام! خدارا بتلایئے کہ کیا ایسے ماتحت فرد کو کھڑے کھڑے فارغ نہ کردیا جائے گا، کیا ایسے شخص کو علی الفور بیک بینی و دو گوش اس ادارہ سے نکال نہ دیا جائے گا۔ کیا ایسے خودسر اور بدنہاد افراد ادارہ کی کامیابی کا سبب بن سکتے ہیں؟ نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں، جس ادارہ میں ایسے آوارہ اور بے لگام اشخاص ہوں، وہ ادارہ کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی ادارہ میں ایسے تخریب پسند عناصر ہوں تو ان کا اس ادارہ سے نکالا جانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر وہ ادارہ انحطاط پذیر ہوکر تباہ و برباد ہوجائے گا، غیر مقلدین کو بھی تقلید سے مفر نہیں، ان کے تمام دینی اور غیر دینی ادارے اسی تقلید کی برکت سے چل رہے ہیں جس کو رات دن کوسا جاتا ہے۔

برکت نمبر۴

ہر گھر کا سکون و اطمینان بھی تقلید کی برکت سے قائم ہے

عائلی نظام اور گھریلو انتظام بھی اسی وقت تک درست رہ سکتا ہے جبکہ میاں بیوی ایک

دوسرے پر اعتبار و اعتماد کریں، بیوی میاں کے احکام و ہدایات کی بلاچوں و چرا اتباع اور تقلید کرے۔

اگر یہ دونوں ایک دوسرے پر اعتماد نہ کریں اور بیوی خاوند کے احکام و ہدایات کی دلیلیں پوچھنا شروع کر دے تو گھر کا نظام تباہ، گھر کا سکون غارت اور امن و امان تہہ و بالا ہو جائے گا، اور گھر جہنم کا منظر پیش کرے گا، اگر بیوی آزاد، آوارہ، خودسر، خودمختار اور مطلق العنان ہو جائے تو اس پر جو روح فرسا اور بھیانک نتائج مرتب ہونگے وہ اہل دانش وبینش پر بخوبی عیاں ہیں، عیاں راچہ بیاں۔

برکت نمبر ۵

دنیا میں خاندانوں کی نسبی صحت اور حفاظت کا دارومدار بھی تقلید سدید پر ھے

اس عالم آب وگل اور کائنات ہست و بود میں گھرانوں، خاندانوں اور قبیلوں کا امتیاز اور اولاد کے نسبوں کی صحت اور حفاظت و صیانت بھی تقلید کی مرہون منت ہے، جس کسی خاندان میں کوئی بچہ متولد ہوتا ہے تو وہ بچہ جس ماں کے شکم سے ہوتا ہے اس کے قول پر اعتبار کرتے ہوئے اس بچہ کو اس خاندان کا فرد قرار دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غیر مقلدانہ ذہنیت رکھنے والا بچہ اپنی ماں سے پوچھے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ میں اپنے باپ کے نطفہ سے ہوں۔ اپنے اس دعوی پر آپ دلیل پیش کریں ورنہ میں یہ بات ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں کہ میں فلاں بن فلاں کے نطفہ سے ہوں، ناظرین کرام! از راہ انصاف بتلائیں کہ کیا اس بچہ کا یہ مطالبہ صحیح ہے؟ کیا اس کی ماں اس کے مطالبہ کو دلیل سے مدلل اور مبرہن کر سکتی ہے؟ یہ بچہ اپنے والد کی اولاد تبھی ثابت ہو سکتا ہے جبکہ یہ اپنی ماں کی تقلید شخصی کرے، ورنہ اس کے حلال زادہ ہونے کا ثبوت ساری دنیا اکٹھی ہو کر بھی پیش نہیں کر سکتی، اگر ہر پیدا ہونے والا بچہ بالغ ہونے کے بعد یا بلوغت سے قبل اس قسم کے غیر مقلدانہ مطالبے کرنے لگے تو

کیا خاندانوں اور گھروں کا نظام نسبی درست رہ سکتا ہے؟ کیا فرماتے ہیں علماء غیر مقلدین بیچ اس مسئلہ کے؟ بینوا توجروا

خلفائے راشدین کی خلافت کا انعقاد بھی تقلید ھی کی بدولت ممکن ھوا

خلفائے راشدین کا دور تاریخ اسلام کا نہایت ہی درخشندہ و تابندہ اور بغایت مبارک ومقدس دور ہے، ان کے پیغمبرانہ طرز زندگی اور ان کے دور خلافت کے عظیم الشان، فقید المثال اور بے نظیر کارناموں پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور الم نشرح ہو جاتی ہے کہ مذہب وسیاست کے تمام علمی وعملی کمالات میں یہ حضرات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحیح جانشین تھے، ان کے ذریعہ جس وسیع پیمانہ پر اصول دین کی تبلیغ، علوم شریعت کی اشاعت اور حدود شریعت کا نفاذ ہوا، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ خلافت علی منہاج النبوۃ تھی، اور اس کا انعقاد تقلید کی بدولت ممکن ہوا۔ اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

برکت نمبر ۶

خلافت صدیقی

حضور ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو جس سب سے بڑے مسئلے سے دوچار ہونا پڑا وہ مسئلہ خلافت تھا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے حضرت عمرؓ نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا استحقاق خلافت نہ تو کسی آیت قرآنی سے ثابت کیا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی حدیث پڑھ کر سنائی بلکہ آپ نے اپنے اجتہاد وقیاس سے ایک دلیل پیش فرمائی کہ اے صحابہ کرامؓ! تم سب کو معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی عمر شریف کے آخری ایام میں حضرت ابوبکرؓ

صدیق کا امامت کے لئے تقرر فرمایا تو جس شخص کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمارے دین کی امامت کے لئے مقرر فرمایا اس کو ہم حکومت وخلافت کیلئے بھی پسند کرتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ باقی سب صحابہ کرامؓ نے آپ کی تقلید شخصی کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے اس کو کفر وشرک قرار نہ دیا۔ کسی نے اس پر کسی آیت قرآنی یا کسی حدیث نبوی کا مطالبہ پیش نہ کیا گویا کہ صحابہ کرام کا تقلید شخصی کی صحت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو شخص تقلید شخصی کا منکر ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع کا منکر ہے اور جو شخص تقلید شخصی کو کفر وشرک قرار دیتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر ومشرک قرار دیتا ہے۔ اس جسارت وحماقت اور اس جہالت وسفاہت سے لاکھوں بلکہ کروڑوں بار خدا کی پناہ۔

برکت نمبر ۲

خلافت فاروقی

خلافت فاروقی کا انعقاد بھی تقلید کی برکت سے ممکن ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب دیکھا کہ ان کا پیمانہ حیات لبریز ہوا چاہتا ہے اور ملأ اعلیٰ سے وصال کے لمحات قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں تو انہوں نے ایک وصیت نامہ تحریر کروایا کہ میری وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ امور خلافت انجام دیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کے استحقاق خلافت کو نہ قرآن کریم کی کسی آیت کریمہ سے مبرہن فرمایا اور نہ ہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کسی حدیث سے مدلل فرمایا۔ اپنے وصیت نامہ میں نہ قرآن کریم کی کوئی آیت مبارکہ پیش فرمائی اور نہ ہی رسالتمآب ﷺ کی کوئی حدیث اس بارے میں تحریر کروائی۔ تمام صحابہ کرامؓ نے دلیل کا مطالبہ کئے بغیر بلا چوں وچرا حضرت ابوبکر صدیق کی رائے گرامی کو قبول فرمایا اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

برکت نمبر ۸

خلافت عثمانی

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ اپنے بعد کسی کو خلافت کے لئے نامزد فرما دیں، پہلے تو آپ نے اس امر سے گریز فرمایا، دوسرے موقعہ پر جب یہی سوال ایک بار پھر اٹھایا گیا تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ زندگی بھر مجھ پر بار خلافت رہا میں نہیں چاہتا کہ مرنے کے بعد بھی یہ ذمہ داری مجھ پر رہے پھر فرمایا کہ یہ چھ شخص ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دی ہے علیؓ عثمانؓ عبدالرحمان بن عوفؓ سعد بن ابی وقاص، زبیر بن عوامؓ اور طلحہ بن عبید اللہ، میں ان کو اختیار دیتا ہوں کہ یہ سب جمع ہو کر باہمی مشورہ سے جماعت میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کرلیں، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ تو خلافت سے دست بردار ہو گئے اس فیصلہ کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا بوجھ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے کندھوں پر آ پڑا، تین راتوں کے مسلسل غور و خوض اور متواتر تدبر و تفکر کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ایک نتیجہ پر پہنچے چنانچہ انہوں نے مسجد نبوی میں صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ کو بلا کر کہا کہ عہد کرو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت اور شیخین (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کی سیرت پر عمل کرو گے یہ عہد لینے کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کے دست حق پرست پر بیعت کی، پھر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی تقلید شخصی میں تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے اجتہاد سے حضرت عثمانؓ کو خلافت کے لئے منتخب کیا، ان کی خلافت کے استحقاق پر انہوں نے نہ قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ پیش کی اور نہ ہی کوئی حدیث نبوی استدلال کے طور پر بیان فرمائی۔

برکت نمبر ۹

تقلید شخصی کے بغیر احادیث نبویہ پر عمل کرنا خارج از امکان ھے، تقلید شخصی کی بدولت ھی احادیث شریفہ پر عمل کیاجاسکتا ھے

ناظرین کرام! احادیث مبارکہ پر اس وقت عمل ممکن نہیں، جب تک کہ آئمہ حدیث کی تقلید نہ کی جائے۔ یعنی آئمہ حدیث نے جن احادیث کو صحیح کہا ہے، ان پر عمل کرنا اور جن احادیث کو ضعیف کہا ہے، ان کو ترک کرنا، اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ آئمہ حدیث کی تصحیح اور تحسین وتضعیف کی تقلید نہ کی جائے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ احادیث کی صحت اور ضعف کا دارومدار آئمہ حدیث کے اقوال وآراء پر ہے۔ مثلاً امام بخاریؒ، بخاری شریف میں تقریباً چار ہزار صحیح احادیث لائے ہیں ان احادیث پر امام بخاریؒ نے صحت کا جو حکم لگایا ہے وہ اپنے اجتہاد اور ظن کی بناء پر لگایا ہے، امام بخاری بھی آئمہ مجتہدین کی طرح نبی اور پیغمبر نہیں ہیں، اس لئے معصوم بھی نہیں، ان سے بھی غلطی کا امکان ہے لیکن یہ امر از حد تعجب اور از بس حیرت کا باعث ہے کہ ان کے غیر معصوم ہونے کے باوجود غیر مقلدین ان کی تقلید شخصی میں بخاری شریف کی سب احادیث وروایات کو صحیح قرار دیتے ہیں حالانکہ بخاری شریف کی احادیث کی تصحیح کا مدار امام بخاریؒ کے ظن اور اجتہاد پر ہے جبکہ غیر مقلدین کسی امام کے اجتہاد کو حجت نہیں سمجھتے، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا ہر امام کی تقلید کو وہ امام فقہ ہو یا امام حدیث کفر وشرک قرار دیتے ہیں تو ہم غیر مقلدین سے بجا طور پر اس سوال کا حق رکھتے ہیں کہ احادیث کی تصحیح میں امام بخاریؒ کی تقلید شخصی کرتے ہوئے وہ کفر وشرک کیسے تسلیم ورضا کا رنگ اختیار کر لیتا ہے؟ ہم غیر مقلدین سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ حضرات امام بخاریؒ کے مقلد ہیں یا نہیں؟ اگر آپ امام بخاریؒ کے مقلد ہیں تو آپ حضرات اپنی ہی فتاوی کی رو سے کافر ومشرک قرار پائے، اور اگر آپ امام بخاریؒ

کے مقلد نہیں ہیں تو بخاری شریف کی احادیث و روایات کو صحیح سمجھنے میں امام بخاریؒ کی تقلید چہ معنی دارد؟

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات امام بخاریؒ وغیرہ کی اس بارے میں تقلید شخصی کرتے بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ دوسروں کے حق میں اسے کفر و شرک بھی کہتے جاتے ہیں۔

اگر غیر مقلد حضرات اس سلسلہ میں امام بخاریؒ کی تقلید شخصی نہیں کرتے، تو غیر مقلدین خداوند جل وعلا کو حاضر ناظر جان کر اور آخرت کی مسئولیت کے احساس کے پیش نظر بتائیں کہ کیا ان میں سے ہر فرد نے بخاری شریف کی تمام احادیث و روایات کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھ کر ان کے رواۃ اور ان کی صفات کی چھان بین کر لی ہے؟ اگر کوئی غیر مقلد دعویٰ کرے کہ میں نے بخاری شریف کی ہر ہر حدیث کی پوری طرح چھان بین کر لی ہے اور میں نے اپنی تحقیق کی بناء پر ان کی صحت کا یقین کیا ہے تو ایسا شخص سو فیصد کاذب اور سولہ آنے دروغ گو ہے کیونکہ غیر مقلدین میں کوئی ایک بھی مائی کا لال ایسا نہیں کہ وہ علوم حدیث میں اتنا متبحر ہو کہ وہ اپنے اجتہاد سے ان پر صحت کا حکم لگا سکے، اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی اس شخص نے اپنی ذاتی تحقیق سے اتنا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ علوم حدیث میں امام بخاریؒ کا سا تبحر اور مقام حاصل کر کے اپنے اجتہاد سے بخاری شریف کی احادیث پر صحت کا حکم لگایا ہے۔ تو خدارا بتلایئے کہ باقی ہزاروں غیر مقلد اتنی بڑی تحقیق و ریسرچ سے کیسے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں؟

ہر شخص پر لگاؤ نہ الزام آگہی!　　ہر سائے کو نصیب کہاں روشنی کے زخم

درآنحالیکہ غیر مقلدین میں جہلاء کی اکثریت ہے اور جو چند پڑھے لکھے ہیں وہ بھی بیچارے نہ اتنی لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ اتنے عظیم جذبہ سے سرشار ہیں کہ اتنی بڑی تحقیقی کاوش کر سکیں۔

اب دو صورتیں ہیں یا تو بقیہ ہزاروں غیر مقلد، دور حاضر کے اس محقق کی تقلید کریں جو اس بات کا مدعی ہے کہ میں نے اپنی ذاتی تحقیق وریسرچ سے بخاری شریف کی تمام احادیث کی صحت کا یقین کیا ہے اور یا امام بخاری کی "تحقیق انیق" اور ان کے اجتہاد پر اعتبار کرتے ہوئے بخاری شریف کی روایات کو صحیح قرار دیں، پہلی صورت میں دور حاضر کا وہ مدعی تحقیق خواہ کتنا ہی لائق فائق اور ذہین فطین کیوں نہ ہو لیکن اس کو امام بخاری کے مرتبہ و مقام سے وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو ذرہ کو صحرا سے اور جو ایک کرن کو آفتاب سے ہوتی ہے، امام بخاری اور اس شخص میں بعد المشرقین ہونے کے باوصف غیر مقلدین اگر اس مدعی تحقیق کی تقلید کریں تو ان کا یہ اقدام داد و تحسین حاصل کئے بغیر نہ رہے گا۔ بقول شخصے

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی ۔۔۔۔ جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

بصورت دیگر ان کو اس بارے میں امام بخاری کی تقلید کرنا ہوگی اور یہی راستہ زیادہ بہتر، زیادہ مناسب اور خطرات و خدشات اور نقصانات و مفاسد سے زیادہ محفوظ ہے، غیر مقلدین دونوں صورتوں میں سے خواہ کوئی صورت بھی اختیار کریں بہر حال تقلید دونوں جگہ گلے کا ہار بن گئی معلوم ہوا کہ تقلید کے بغیر بنتی نہیں، نعم ما قال الشاعر

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو! ۔۔۔۔ بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر!

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ کہ ائمہ حدیث کا احادیث و روایات کو صحیح، حسن، ضعیف، مرسل، معلق معضل، منقطع، مدلس، مضطرب، مدرج، شاذ، منکر، معلل، محفوظ اور معروف قرار دینا ان کے اپنے ظن اور اجتہاد کی بناء پر ہے، غیر مقلدین بعض احادیث کو لیتے اور اپناتے اور دوسری بعض کو ترک کرتے، مردود اور ناقابل عمل قرار دیتے وقت انہیں ائمہ کرام کے ذاتی اجتہاد کی تقلید کرتے ہیں، ان حضرات کا ان تقلید و سنت کا بھی عجیب حال ہے کہ ایک طرف تو تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف محدثین کے اقوال و آراء کی تقلید بھی کرتے ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

برکت نمبر ۱۰

علم اسماء رجال کا دارومدار بھی تقلید سدید پر ھے

اسماء رجال کا علم نہایت عظیم الشان علم ہے۔اس علم میں رواۃ کے اسماء، ان کے حسب ونسب، قوم ووطن، ولادت ووفات کے سنین، راویوں کے علم وفضل، ذہانت، فطانت، دیانت وامانت، تقویٰ وورع اور ان کے حافظوں کے تغیر وعدم تغیر سے بحث کی جاتی ہے، یہ مہتم بالشان علم احادیث صحیحہ وضعیفہ کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے ایک میزان اور ترازو کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے بغیر احادیث کی جانچ پرکھ اور چھان پھٹک مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

یہ عظیم الشان علم بھی تقلید ہی کی برکت سے قائم دائم ہے، اس علم کی کتب میں راویوں کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال مذکور ہوتے ہیں جو معصوم نہیں ہیں عین ممکن ہے کہ ان سے کسی راوی کی توثیق وتعدیل یا تکذیب وتردید میں غلطی ہوگئی ہو لیکن بایں ہمہ غیر مقلدین ان آئمہ حدیث کے اقوال واجتہادات اس طرح قبول کرتے ہیں، گویا کہ وہ احادیث نبویہ ہیں، آخر کیوں! کیا یہ ائمہ کرام پیغمبر ہیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، کیا ان سے غلطی کا امکان ہے۔اور یقیناً ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آئمہ فقہ کے اجتہادات کے بارے میں تو غلطی کا امکان نظر آتا ہے۔ ان کے اقوال واجتہادات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا بلکہ ان کے اجتہادات کی تقلید کو کفر وشرک اور حرام قرار دیا جاتا ہے۔ اور آئمہ حدیث کے اقوال وآراء اور اجتہادات کو احادیث نبویہ کی طرح بلا کسی تردد اور تامل کے قبول کرلیا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی کس آیت اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کس حدیث میں آیا ہے کہ آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال وآراء کو تو بلاچوں وچرا قبول کرلیا کرنا اور آئمہ فقہ کے اجتہادات کو ہدف تنقید بنایا کرنا اور ان کا ذکر حقارت سے کیا کرنا، بہر حال راویوں کی جرح وتعدیل کے بارے میں آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال واجتہادات کو قبول کرنا اور ان پر احکام کو مبنی قرار دینا بھی تقلید شخصی ہے۔

برکت نمبر ۱۱

امت مسلمہ کا ایک حرف پر اجماع بھی تقلید شخصی کی بدولت ممکن ہوا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ قرون اولیٰ میں لوگ کسی ایک معین مجتہد کی تقلید پر مجتمع نہ تھے بعد میں تقلید شخصی پر اتفاق ہوگیا اور پھر وہی واجب ہوگئی ،اس کی ایک واضح نظیر حضرت عثمانؓ کے عہد مبارک میں جمع قرآن کا واقعہ ہے۔ حافظ ابن جریر وغیرہ کے مشہور نظریہ کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے سات حروف میں سے چھ حروف کو ختم فرما کر صرف حرفِ قریش کو باقی رکھا تھا اور جتنے مصاحف حرف قریش کے خلاف تھے ان کو نذر آتش کرادیا۔

مقصد یہ ہے کہ رسالتمآب ﷺ اور شیخین کے عہد خلافت تک ہر شخص کے لئے اجازت تھی کہ وہ قرآن کریم کے سات حروف میں سے کسی بھی حرف پر قرآن کریم کی تلاوت کرے لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اگر اس اجازت کو برقرار رکھا گیا تو زمانہ کے تغیر وتبدل سے لوگوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا شدید خدشہ ہے تو انہوں نے چھ حروف کو ختم فرما کر صرف حرف قریش پر قرآن کریم کی تلاوت کو لازم قرار دیا،اور سب صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کی تقلید شخصی میں اس پر عمل کیا اور یہ عمل آج تک چلا آرہا ہے۔ یہ گفتگو تو حضرت جریرؒ کے نظریہ کے مطابق ہے۔حضرت عثمان کے جمع قرآن کے بارے میں ایک اور نظریہ بھی ہے جو امام مالکؒ اور بعض دیگر آئمہ کے نزدیک مختار اور راجح ہے،وہ یہ کہ حضرت عثمانؓ نے چھ حروف ختم نہیں فرمائے تھے بلکہ ساتوں حروف آج بھی متواتر قرأتوں کی شکل میں محفوظ ہیں۔البتہ انہوں نے قرآن کریم کا ایک رسم الخط متعین کردیا تھا،اگر اس نظریہ کو اختیار کیا جائے تب بھی یہ واقعہ تقلید شخصی کے معاملہ کی نظیر ہے اس لئے کہ حضرت عثمانؓ سے پہلے قرآن کریم کو کسی بھی رسم الخط کے مطابق لکھا جاسکتا تھا

بلکہ مختلف مصاحف میں سورتوں کی ترتیب بھی مختلف تھی اور ان مختلف ترتیبوں کے مطابق قرآن کریم کو لکھنا جائز تھا، لیکن حضرت عثمان نے امت کی اجتماعی مصلحت کے پیش نظر اس اجازت کو ختم فرما کر قرآن کریم کے ایک رسم الخط اور ایک ترتیب کو معین کر دیا اور اسی اتباع کو لازم قرار دے کر باقی مصاحف کو نذر آتش کروایا۔

برکت نمبر ۱۲

تقلید فرقوں کی بہتات کو ختم کر کے اتحاد و اتفاق کے لئے فضا سازگار کرتی ہے

دوسری صدی ہجری کے اختتام سے قبل چونکہ تقلید شخصی وجوباً رائج نہ تھی اس لئے تقلید شخصی کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں اس کثرت سے فرقے پیدا ہوئے کہ خدا کی پناہ۔ چنانچہ پیران پیر محبوب سبحانی قطب صمدانی حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنی مشہور تصنیف منیف ''غنیۃ الطالبین'' میں ان فرقوں کی تعداد ۷۳ تک بتلائی ہے۔ان فرقوں میں سے چند اہم اور نمایاں فرقوں کے نام درج ذیل ہیں۔

خارجیہ، جبریہ، قدریہ، کرامیہ، جہمیہ، معتزلہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، یونانیہ، بخاریہ، غیلانیہ، شبیبیہ، معاذیہ، مرسیہ، کلابیہ، کیسانیہ، عمیریہ، محمدیہ، جبائیہ، کعبیہ، بہمشہ، ضراریہ، سالمیہ، فرامضیہ، شمیطیہ، عماریہ، محظوریہ، موسویہ، امامیہ وغیرہ وغیرہ فرقوں کی یہ کثرت و بہتات ترک تقلید کا نتیجہ تھی۔

لیکن جب دوسری صدی کے اواخر میں تقلید شخصی وجوباً شائع ذائع اور رائج ہوگئی تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی برکات کے خوش آئند اثرات وثمرات اور روح پرور نتائج اس طرح نمایاں اور عیاں ہوئے کہ تقریباً تمام گمراہ فرقے نیست و نابود اور معدوم و ناپید ہوگئے، اگر کبھی کوئی غیر اہم فرقہ پیدا بھی ہوا تو وہ تقلید کی برکات کے زیر اثر بہت جلد زمین کی گہرائیوں میں دفن ہوگیا۔

برکت نمبر ۱۳

عہد صدیقی میں جمع قرآن کا واقعہ بھی تقلید ہی کی بدولت وقوع میں آیا

حضرت فاروق اعظمؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جمع قرآن کے لئے کہنا، اور صدیق اکبرؓ کا جواب میں یہ فرمانا کہ جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا وہ آپ کیسے کریں گے؟ جواب میں حضرت فاروق اعظمؓ کا نہ آیات قرآنیہ کو پیش کرتا اور نہ ہی احادیث نبویہ سے استدلال کرنا۔ بلکہ صرف ھذا واللہ خیر کہنا (خدائے پاک کی قسم یہ بہتر ہے) اور حضرت صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ کے قول کو دلیل کا مطالبہ کئے بغیر قبول کر لینا کیا یہ تقلید فی الدین (دلیل کے بغیر بات مان لینا جو تقلید کا مفہوم ہے) ہے یا نہیں۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ کا حضرت زید بن ثابتؓ کو جمع قرآن کیلئے حکم فرمانا اور حضرت زید بن ثابتؓ کا بھی وہی جواب دینا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیا تھا، پھر حضرت عمرؓ کے صرف قول سے دونوں حضرات کو شرح صدر ہو جانا اور اس پر تمام صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا انکار نہ کرنا، تقلید شخصی ہے یا نہیں؟ اگر یہ تقلید شخصی ہے تو پھر غیر مقلدوں کا حضرت صدیق اکبرؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ درآنحالیکہ دین میں کسی کی بات کو بغیر دلیل کے مان لینا ان کے نزدیک کفر و شرک ہے۔ بینوا توجروا

برکت نمبر ۱۴

قرآن و سنت کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ تقلید ہے

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی تشریح و توضیح میں سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین کی تعبیرات کی تقلید کرنا، قرآن و سنت کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔

چونکہ انسانی اذہان وعقول مختلف ہیں، انسانی طبائع مختلف ہیں، انسانی مزاج مختلف ہیں، انسانوں کے سوچنے کے انداز مختلف ہیں پھر ہر شخص کے ماحول کے اثرات مختلف ہیں، ماحول کے پس وپیش سے انسان کا متاثر ہونا ایک طبعی امر ہے، پھر انسان ذہن وذکاء اور فہم و فراست میں مختلف ہیں اس لئے ہر شخص کی موچ کا پیمانہ مختلف ہے۔ لہذا اگر ہر شخص کو کھلی چھٹی دیدی جائے، قرآن وسنت کی تشریح وتوضیح میں ہر شخص کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ جس کی سمجھ میں قرآن وحدیث کا جومفہوم آئے وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے، اس سے جہاں قرآن و حدیث کے معانی ومفاہیم میں تحریف کا دروازہ کھلے گا وہاں اس سے قرآن وسنت کی تعبیرات میں اس قدر اختلافات وتضادات پیدا ہونگے کہ قرآن وسنت پر عمل کرنا ہی ناممکن ہو جائے گا بنابریں دین اسلام ایک ایسی بھونڈی شکل میں دنیا کے سامنے آئے گا کہ لوگوں کو اس پر ہنسنے کا موقعہ ملے گا اور قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کا ایک وسیع باب کھلے گا جس کا بند کرنا محال ہو جائے گا۔ بخلاف سلف صالحین کی تعبیرات وتشریحات کی تقلید کے کہ اس سے تحریف کا دروازہ بند ہوتا ہے اور اختلافات وتضادات کے لئے فضا کی سازگاری ختم ہوتی ہے۔

برکت نمبر ۱۵

تقلید صحابہ کرام اور سلف صالحین کے بارے میں جذبات ادب و احترام پیدا کرنے کاسب سے بڑا ذریعہ ھے

سلف صالحین، بالخصوص صحابہ کرامؓ پر اعتماد واعتبار اور ان کا احترام ووقار دین اسلام کا مدار ومناط ہے، صحابہ کرامؓ اس امت کے مؤمنین اولین اور مبلغین اولین ہیں، دین کا کوئی حصہ کسی صحابی سے پہنچا ہے اور کوئی کسی سے، قرآن کریم کا کوئی ٹکڑا کسی سے ملا ہے اور کوئی کسی سے تو ایک صحابہ کی پیروی سے انحراف یا کسی ایک صحابی پر جرح وتنقید درحقیقت دین کے اس ٹکڑے سے انحراف ہوگا جو اس صحابی سے روایت ہو کر امت تک پہنچا ہے۔ اگر راوی مجروح یا ناقابل اعتبار ہے تو اس کا روایت کردہ حصہ بھی ناقابل اعتبار ہوگا۔ چونکہ صحابہ کرامؓ امت مسلمہ تک قرآن وحدیث پہنچانے کا واحد ذریعہ ہیں لہذا صحابہ کرامؓ پر نکتہ چینی

اور تنقید قصرِ اسلام کی خشت اول اکھاڑ نے کے مترادف ہے، ترک تقلید سے صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین پر تنقید کرنے کا حوصلہ بڑھتا اور ان کے ادب واحترام کے جذبات میں بتدریج کمی آتی جاتی ہے، جوں جوں ترک تقلید کا نشہ بڑھتا ہے ووں ووں صحابہ کرامؓ پر تنقید اور ان کی تنقیص وتوہین کے جذبات میں شدت پیدا ہوتی جاتی ہے اس لئے جو جتنا بڑا غیر مقلد ہوگا، وہ اتنا ہی بڑا گستاخ اور بے ادب بھی ہوگا، روافض چونکہ تقلید کے انکار میں سب سے بڑے سخت ہیں اسی لئے صحابہ کرامؓ کی توہین وتنقیص بلکہ ان کی تفسیق وتکفیر سے بھی نہیں جھجکتے اسی طرح غیر مقلدین ترک تقلید کی سہ آتشہ شراب پی کر ایسے مخمور ہو جاتے ہیں کہ ان کے گستاخ ہاتھ صحابہ کرامؓ کی پگڑیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین سے تو یہ عبدالقادر روپڑی جیسے معمولی مولویوں کو افضل وبرتر سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من سوء الادب۔

بخلاف مقلدین کے کہ ان کے قلوب صحابہ کرامؓ تابعین، تبع تابعین، سلف صالحینؒ اور آئمہ مجتہدین کی عقیدت سے سرشار ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں سلف صالحین کے ادب واحترام کا دریا موجزن ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ، سلف صالحینؒ اور آئمہ مجتہدین کے بارے میں ادنیٰ ترین گستاخی کا تصور بھی ان کے لئے سوہان روح ہوتا ہے اس لئے وہ لادینیت سے محفوظ رہتے ہیں۔ نئے نئے فتنوں، تجدد اور اباحیت پسندی کے امراض سے بچے رہتے ہیں تقلید کی پندرہ برکات ذکر کی گئی ہیں جن میں سے ہر ہر برکت اپنے اندر خیر کے ہزاروں پہلو لئے ہوئے ہے، صرف چشم بینا، دل حساس اور ذہن بیدار کی ضرورت ہے۔

ترک تقلید کے نقصانات و مفاسد

ترک تقلید کے نقصانات و مفاسد بہت زیادہ ہیں، ان میں سے چند ایک ذکر کئے جاتے ہیں

فساد نمبر ۱

ترک تقلید سے اتحاد پارہ پارہ ہوتا ہے، اختلافات کے سوتے پھوٹتے اور افتراق کے چشمے ابلتے ہیں، ترک تقلید انتشار وخلفشار، اختلاف وافتراق اور باہمی تو تکار پیدا کرنے کا

سب سے بڑا سبب اور باعث ہے۔

ترک تقلید کے اصول ہی اس بات کے متقاضی ہیں کہ غیر مقلدوں میں اتفاق واتحاد باقی نہ رہے۔ جب آدمی غیر مقلد ہو جاتا ہے تو پھر وہ شتر بے مہار بن کر ہر وقت ہر کھیتی میں منہ مارنے کے لئے تیار رہتا ہے، تقلید کی لگام اور مہار جو اس کو آزاد خیالی، مطلق العنانی، نفس پرستی اور خود سری سے روکے ہوئے تھی اس کی گرفت کمزور اور ڈھیلی پڑتے ہی وہ ہر وادی میں بھٹکنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ ہوا پرستی کے گھوڑے پر سوار ہو کر ضلالت کے صحراؤں اور گمراہی کے لق ودق بیابانوں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، غیر مقلد قرآن وسنت کا تبع نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اپنی خواہشات کا غلام، اپنے نفس کا بندہ اور اپنی ہوس کا پجاری ہوتا ہے، غیر مقلد اپنے نفس کی تقلید شخصی میں گرفتار ہوتا ہے اور اپنے لئے نت نئی سہولتیں تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے، ایسا کرنا بلاشبہ دین اسلام کی تعلیمات کا مذاق اڑانے اور قرآن وحدیث سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ اعاذنا اللّٰہ من ھذہ الرزیئۃ۔

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست　　سوئے قطاری کشم ناقہ بے مہار ما!

ترک تقلید کے خمیر میں افتراق وانتشار اور فتنہ وفساد ہے:

مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کی پابندی نہ کرنے اور خود مختار وغیر مقلد ہو جانے میں سراسر فتنہ وفساد، شرارت وخباثت، اختلاف وافتراق اور انتشار وخلفشار ہے۔

قرآن کریم میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا یعنی اصلاح کے بعد زمین میں فتنہ وفساد برپا نہ کرو، شرارت وخباثت نہ پھیلاؤ، افتراق وانتشار کے ذریعہ اہل زمین کا سکون غارت نہ کرو۔ اس آیت کریمہ میں زمین میں فتنہ وفساد پھیلانے سے روکا گیا ہے لہذا ہر وہ چیز جو فتنہ وفساد اور شرارت کا سبب ہوگی وہ اس آیت کریمہ کی رو سے حرام اور ممنوع ہوگی، غیر مقلدیت چونکہ موجب فتنہ وفساد، باعث شرارت وخلفشار اور سبب اختلاف وافتراق ہے، بناء بریں یہ ممنوع اور حرام ہوگی۔

اور تقلید شخصی چونکہ فتنہ وفساد کو ختم کرنے ، اختلاف وافتراق کو مٹانے ، مذہبی آوارگی اور ذہنی خلفشار کو رفع دفع کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے اس لئے یہ از روئے قرآن واجب اور ضروری قرار پائے گی۔

ناظرین کرام! اس دور میں نفسانیت، خواہش پرستی اور اباحیت کا جو دور دورہ اور سرگرمی ہے، وہ اظہر من الشمس ہے، دین کے ساتھ لوگوں کا جو تعلق ہے وہ بھی بالکل واضح اور واشگاف ہے اور لوگوں کو علوم دینیہ کی تحصیل میں جتنی دلچسپی اور شغف ہے وہ بھی بالکل الم نشرح ہے۔

اگر اس دور پرفتن اور عصر پرآشوب میں لوگوں کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے کہ قرآن و حدیث کا جو مطلب و مفہوم جس کی سمجھ میں آئے وہ اس پر کار بند اور عمل پیرا ہو جائے تو اس سے جو فساد عظیم پھیلے گا اور جو اختلاف و افتراق رونما ہوگا اس کا تصور ہی بڑا بھیانک اور روح فرسا ہے۔

اس فساد عظیم کی ایک ادنی جھلک درج ذیل مثال میں ملاحظہ فرمائیے۔فرض کیجئے کہ لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ اور ان سے کہہ دیا گیا کہ چونکہ عقل وفکر پر پہرے نہیں بٹھائے جاسکتے، آپ انسان ہیں، عاقل بالغ ہیں اس لئے آپ آزاد ہیں، آپ کی سمجھ میں قرآن و حدیث کا جو مفہوم آئے آپ اس پر بے خوف وخطر بلا تامل وتردد عمل پیرا ہوں، آپ کو اجتہاد کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اس آزادی فکر کے نتیجہ میں ایک شخص نے اجتہاد کیا اور اس کی سمجھ میں یہ آیا کہ قلتین (دو مٹکے) سے کم پانی میں نجاست پڑ جانے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ دوسرے صاحب کی عقل میں یہ آیا کہ یہ پانی خواہ کتنا ہی قلیل ہو جب تک اس کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف متغیر نہ ہو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ تیسرے صاحب اپنے اجتہاد کے نتیجہ میں یوں گوہرفشاں ہوئے کہ **الماء طهور لاينجسه شئ** کے تحت تغیر اوصاف کے باوجود پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ چوتھے صاحب اپنی مجتہدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے

کے بعد علامہ داؤد ظاہریؒ کی ہمنوائی پر مجبور ہوئے اور فرمانے لگے کہ پانی میں اگر پیشاب کیا جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا لیکن اگر اس میں پاخانہ کر دیا جائے تو پانی بالکل پاک صاف رہے گا، یہ پانی خود بھی پاک ہے اور اپنے پاک ہونے کی وجہ سے دوسری نجس اشیاء کو پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ پانچویں صاحب اپنے مجتہد ہونے کے زعم فاسد میں مبتلا ہو کر یہ فتوی دینے لگے کہ پانی میں اگر دھار مار کر پیشاب کیا جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر کسی نے لوٹے، گلاس وغیرہ میں پیشاب کر کے پانی میں ڈال دیا تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوگا بلکہ پانی جوں کا توں پاک رہے گا۔ چھٹے مجتہدیوں گویا ہوئے کہ اگر پانی میں پیشاب کیا جائے یا باہر سے آ کر مل جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے مگر صرف اس شخص کے لئے جس نے اس میں پیشاب کیا ہے، دوسروں کے لئے وہ پانی طاہر بھی ہے اور مطہر بھی ہے، پاک بھی ہے اور پاک کرنیوالا بھی۔

ان چھ غیر مقلد عالموں نے نشہ اجتہاد میں مست ہو کر اجتہاد کیا، ان کے یہ طفلانہ اور بچگانہ اجتہادات باہم مختلف و متصادم ہیں۔ لیکن بایں ہمہ ان میں سے ہر مدعی اجتہاد کو اپنے اجتہاد کی صحت پر شدید اصرار ہے، فرض کیجئے کہ یہ چھ حضرات ایک ہی مقام پر رہائش پذیر ہیں ان میں سے ہر ایک کا اجتہاد دوسرے سے مختلف ہے، ہر ایک کی رائے دوسرے سے علیحدہ ہے پھر ہر شخص کا مأ خذ حدیث ہی ہے ان میں ہر شخص اجتہاد کے زعم فاسد میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دوسرے کی بات ماننے کیلئے ہرگز ہرگز تیار نہیں پھر یہ چھ مجتہدین ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوتے ہیں، مجلس مناظرہ گرم ہوتی ہے، پوری قوت بیانی اور طلاقت لسانی سے ہر مجتہد اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور دوسرے کے دلائل رد کرتا ہے، ہر ایک جوش غضب میں مجنون بنا ہوا ہے، ہر ایک کے گلے کی رگیں پھولی ہوئی ہیں، منہ سے کف جاری ہے۔ مناظرہ کے دوران شعلہ فشانی اور آتش بیانی اپنے پورے جوبن پر ہے۔ سب شتم اور گالی گلوچ سے تجہیل و تکفیر تک نوبت پہنچتی ہے، پھر ہاتھا پائی تک سلسلہ پہنچتا ہے۔

ایک کی پگڑی اترتی اور اچھلتی ہے، دوسرے کا دامن تار تار ہو جاتا ہے، تیسرے کا سر کھول دیا جاتا ہے، چوتھے کے بازو شل کر دیئے جاتے ہیں، پانچویں کی ٹانگیں توڑ دی جاتی ہیں، چھٹے کو اتنی شدید ضربیں پہنچتی ہیں کہ وہ معذور و مفلوج ہو جاتا ہے، میدان مناظرہ میدان کارزار کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

ان چھ غیر مقلد علماء کے اس باہمی قتال و جدال کے نتیجہ میں اس بستی کے لوگ بھی مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے، وہ ایک دوسرے سے الجھیں گے تو گھر گھر فتنہ وفساد پھیلے گا، بیٹا باپ کے سامنے آئے گا، باپ بیٹے کے جوتے رسید کرے گا، بیوی خاوند سے جھگڑے گی، خاوند بیوی کی مرمت کرے گا، ہر گھر میں خانہ جنگی ہوگی اور ہر خاندان میں اختلافات کے شعلے بھڑکیں گے۔

فتنہ وفساد اور اختلاف و افتراق کا یہ روح فرسا، جانگداز اور جانگسل منظر اس لئے دیکھنا پڑا کہ ان چھ غیر مقلد عالموں میں سے کوئی بھی دوسرے کی بات مان لینے پر آمادہ نہیں تھا، ہر ایک کے دماغ میں اجتہاد کے جراثیم کلبلا رہے تھے۔ ان میں سے ہر شخص انــــــــا المجتهد ولاغیری کا نعرہ بلند کر رہا تھا۔ ہائے ری غیر مقلدیت تیرے پیدا کردہ انتشار وخلفشار سے کروڑ بار خدا کی پناہ!!

یہ چھ غیر مقلد قتل تو ہو جائیں گے تختہ دار پر تو چڑھ جائیں گے مگر دوسرے کی بات ماننے پر ہرگز ہرگز آمادہ نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان میں کا ہر شخص اجتہاد کے زعم فاسد اور ظن کاسد میں مبتلا ہے۔ ہر شخص کے دماغ پر غیر مقلدیت کا بھوت سوار ہے۔ غیر مقلد ہو کر دوسرے کی بات مان لینا خواہ وہ کتنی ہی صحیح اور درست ہو کیونکر ممکن ہے؟ جب ان کے دلوں میں سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین کا احترام و وقار نہیں تو اپنے دور کے اپنے جیسے عالم کی بات کیسے اور کیونکر مان سکتے ہیں؟ سلف صالحین پر اعتماد تو پھر بحال ہو جب تک تقلید کی زنجیریں نوٹیں۔

اوپر ایک ایسے شہر کی منظر کشی کی گئی ہے، جس میں چھ غیر مقلد عالم رہائش پذیر تھے، ان

کی غیر مقلدانہ ذہنیت نے جو فتنہ وفساد پیدا کیا اس کی ایک ادنی جھلک مثال مذکور میں بیان ہو چکی، خدانخواستہ اگر سارا ملک غیر مقلدیت کی لپیٹ میں آ جائے تو اس وقت جو فتنہ وفساد اور انتشار وخلفشار ظاہر ہوگا اس کا صرف تصور ہی نہایت المناک اور کربناک ہے۔

غیر مقلدین کا اندرونی اختلاف وخلفشار:

ہندوستان میں انگریز سرکار کی آمد کے بعد انگریز کی زیر سرپرستی غیر مقلدیت کا فتنہ ظہور پذیر ہوکر برگ وبار لایا اور پھلا پھولا چونکہ غیر مقلدیت کی سرشت اور جبلت میں ہی اختلاف وافتراق کے جراثیم موجود ہیں اور غیر مقلدیت کے اصول وضوابط ہی انتشار وخلفشار کے متقاضی ہیں اس لئے غیر مقلدین میں شدید اختلاف اور سخت ترین افتراق کا رونما ہونا ایک فطری امر کا ظہور میں آنا ہے۔

بناء بریں ہندوستان میں اس فرقہ کے ظہور پر ابھی بمشکل ایک صدی گزری ہے کہ یہ فرقہ مختلف گروہوں اور متعدد پارٹیوں میں بٹ چکا ہے اور پھر ہر پارٹی کئی کئی شاخوں میں تقسیم در تقسیم ہوکر رہ گئی ہے۔

مولوی عبدالعزیز صاحب سیکرٹری جمعیۃ مرکزی اہلحدیث ہند غیر مقلدین کے اندرونی خلفشار وافتراق کا تذکرہ نہایت دکھ، رنج اور ملال سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''سب سے زیادہ نقصان جماعت کو یہ پہنچا کہ عام طور پر مذہبی پابندی، مذہبی گرفت اور مذہبی اقتدار جو مسلمانوں کے دلوں سے کم ہورہا تھا اس اختلاف، دھڑا بندی اور پارٹی بازی کی وجہ سے اہلحدیث اس میں مبتلا ہو گئے، دینی غیرت وحمیت، عقائد کی پختگی اور مضبوطی جو جماعت کا طرۂ امتیاز تھا آہستہ آہستہ آپس کے مقابلہ کی وجہ سے رخصت ہونے لگی، جن حضرات سے بڑی بڑی توقعات وابستہ تھیں وہ بھی دنیا کی سنہری اور روپہلی مصلحتوں کے شکار ہو گئے۔ (فیصلہ مکہ ص ۱)

غیر مقلد حضرات اپنے باہمی اختلافات وتضادات کی وجہ سے مختلف پارٹیوں اور

متعدد گروہوں میں بٹ چکے ہیں، اب ان کی یہ حالت ہے کہ ان میں کوئی غزنوی ہے تو کوئی روپڑی، کوئی لکھوی ہے، تو کوئی ثنائی، کوئی ستاری ہے تو کوئی غفاری اور پھر ہر ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تفسیق تحمیق اور تجہیل وتکفیر کو اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔

چنانچہ جماعت غرباء اہلحدیث کو دوسرے غیر مقلدوں نے نہ صرف گمراہ اور ضال کہا بلکہ باغی اور واجب القتل قرار دیا، امام جماعت غرباء اہلحدیث کو مسیلمہ کذاب اور ان کے ماننے والوں کو مسیلمہ کذاب کا حامی قرار دیا گیا، جیسا کہ جماعت غیر مقلدین کے ایک اہم فرد جناب محمد مبارک صاحب استاد اسلامیات بی باغ ضیاء الدین میموریل گورنمنٹ کالج (شاگرد خاص مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی) اپنے رسالہ ''علمائے احناف اور تحریک مجاہدین'' میں جماعت غرباء اہلحدیث اور ان کے امام کو کوستے ہوئے اور ان پر برستے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس بنیاد پر غرباء اہلحدیث باغی جماعت ہے جس کا جماعت اہلحدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ پوری جماعت مع امام کے واجب القتل ہے، افسوس سید احمد شہید کی تحریک کامیاب ہو جاتی (اس تحریک کی کامیابی پر اظہار افسوس کیوں؟) تو ضرور جماعت غرباء اہلحدیث کو مع امام کے قتل کیا جاتا جس طرح سیدنا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ جس طرح مسیلمہ کذاب کی حمایت کرنیوالے مجرم تھے اسی طرح علماء جو جماعت غرباء اہلحدیث کے جلسوں کو رونق بخشتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ (ص۵۲تا۵۳)

یہ تو تھا امام جماعت غرباء اہلحدیث اور ان کے حامیوں اور ماننے والوں کے بارے میں غیر مقلدوں کا نظریہ اور رائے۔

اب آپ ستاری حضرات کا نظریہ اور فتویٰ غیر ستاری حضرات کے بارے میں ملاحظہ فرما کر محو حیرت ہوں۔

جماعت غرباء اہلحدیث کے ایک ممتاز عالم مولوی عبدالجلیل صاحب سامرودی لکھتے ہیں:

''میں اپنے ہم عصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری اس بات کو غلط ثابت کر کے انصافاً بتادیں کہ کیا آپ لوگ اشعری قدیم اور ماتریدی کے پابند نہیں؟ پھر تمہیں اپنے آپ کو اہلحدیث خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی، سورج پر خاک ڈالنا چاہتے ہو، چاند کو ڈھال سے بے نور کرنا چاہتے ہو۔ میرے معزز اہلحدیث صاحبان! آپ اپنی آنکھیں کھولیں اور خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اگر اب بھی بیدار نہ ہوئے تو تم سے بڑھ کر منحوس ہستی کوئی نہیں۔ تازہ ترین واقعہ میرے دیکھنے میں آیا ہے کہ کراچی میں جماعت اہلحدیث کے دیرینہ اختلاف میں مصالحت ہوگئی اور اچھا ہوا کہ ایک ہو گئے، معاہدے ہو گئے مگر پاکستان فیصل آباد، ملتان وغیرہ کی طرف کے بڑے علماء اہلحدیث اس صلح سے بھی خوش نہیں بلکہ جداگانہ راپ الاپتے نظر آئے، کراچی کی صلح کی بناء پر ملتان وغیرہ کے جلسہ میں مولانا مرحوم کے صاحبزادے کو جلسہ میں شرکت کرنے کی درخواست اہلحدیث نے دی، مگر علماء نے اپنا آہستہ سے راگ الاپا کہ یہ مدعی امامت ہیں۔ اس کی بناء پر ان کی جماعت کو اہلحدیث سے خارج کیا ہوا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی شرکت ہو تو ہم شرکت نہیں کریں گے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۲۶ ج ۳)

یہ تو ہیں موجودہ دور کے غیر مقلدین کی دو بڑی جماعتوں کے ایک دوسرے کے بارے میں خیالات ونظریات اور افکار وآراء۔

ناظرین باتمکین! غیر مقلدین کے اکابر واسلاف بھی اپنے اخلاف کی طرح ایک دوسرے پر تحمیق وتجہیل کے چھینٹے اڑانے اور تفسیق وتکفیر کے فتوے لگانے میں بڑے دلیر اور جری تھے۔ اس کی ایک ادنیٰ جھلک مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے بارے میں ان کے ہمعصر چوٹی کے غیر مقلد علماء کے درج ذیل فتویٰ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

''مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث سے خارج ہیں''

(فتویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی و مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی)

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم، مناظر متکلم اور خطیب تھے، مولوی ابو یحییٰ خان نوشہروی نے اپنی کتاب "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" میں ان کی خدمات کو بہت سراہا ہے لیکن مولانا شمس الحق عظیم آبادی اور مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کی نظر میں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو جماعت اہلحدیث کا ایک ادنی فرد بھی قرار دیا جائے۔

چنانچہ مذکورہ حضرات لکھتے ہیں: "مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری نے اپنی تفسیر میں چالیس غلطیاں کی ہیں، بعض جگہ احادیث اور بعض جگہ صحابہ کرامؓ اور تمام محدثین کے خلاف تفسیر کی ہے اور متکلمین، جہیمہ وغیرہ فرق باطل کا اتباع کیا ہے مذکورہ مقامات بلاشبہ ایسے ہیں کہ فرق ضالہ کے خیالات کو تائید پہنچا سکتے ہیں اور اہل سنت اہل حدیث کے مخالف اس سے خوش ہوں اور عند المقابلہ اس تفسیر سے تمسک کریں اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری صاحب اہلحدیث سے خارج ہیں۔ (فیصلہ مکہ ص ۲،۶)

ترک تقلید کا فساد نمبر ۲ کفر و ارتداد فساد نمبر ۳ لادینیت والحاد فساد نمبر ۴ فسق و فجور فساد نمبر ۵ نفاق

ترک تقلید مسلمانوں میں کفر وارتداد، لادینیت والحاد فسق وفجور اور نفاق پیدا کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے

غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم اور وکیل اعظم مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں کفر وارتداد، الحاد و زندقہ اور فسق و فجور کے اسباب و محرکات اور علل و عوامل پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے (اے کاش کہ اس سے قبل

معلوم ہو جاتی تا کہ اس کے روح فرسا نتائج سے امت مسلمہ محفوظ رہتی) کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔

ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لا مذہب (نیچری چکڑالوی مرزائی وغیرہ) جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے۔ اور احکام شریعت سے فسق وخروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے، ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جماعت، نماز، روزہ چھوڑ دیتے ہیں سود و شراب سے پرہیز نہیں کرتے ، اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں، ناجائز حیلوں سے لوگوں کے اور خدا کے مال وحقوق کو دبا رکھتے ہیں، کفر وارتداد کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔

اس کی تائید مشہور غیر مقلد عالم مولانا قاضی عبدالواحد صاحب خانپوری کے قلم برق سے

قاضی صاحب موصوف غیر مقلدین کے مشہور و مسلم عالم دین ہیں۔ وہ بٹالوی صاحب کے مذکورہ خیالات ونظریات کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''پس اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے شیعہ وروافض کے، جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب و دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ وزنادقہ کا تھے اس طرح یہ جاہل، بدعتی اہلحدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے''۔

(کتاب التوحید والسنہ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ ص ۲۶۲)

بمصداق ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری نے اپنی جماعت کے گھناؤنے کردار اور اس کے بدنما چہرے سے نقاب اٹھا کر اس کی حقیقت پوری طرح الم نشرح اور واضح کردی ہے۔ غیر مقلدین کے ان اکابر کی تحریروں سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ کفر وارتداد، لادینیت والحاد، فسق وفجور اور نفاق کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب غیر مقلدیت ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے اپنے وسیع تجربات کی روشنی میں یہ تلخ حقیقت معلوم کرکے نوک قلم سے سطح قرطاس پر ثبت کی۔

بٹالوی صاحب نے یہ تحریر آج سے ۹۰ سال پیشتر سپرد قلم کی تھی، قاضی صاحب موصوف نے اس کے پس وپیش یہی حقیقت واضح اور واشگاف کی تھی۔ اس وقت غیر مقلدیت ابھی ابتدائی مراحل میں تھی اور لڑکپن کی بناء پر گھٹنوں کے بل چلنے کے قابل بھی نہ ہوئی تھی، لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں غیر مقلدیت کے روح فرسا اثرات وثمرات اور بھیانک نتائج وعواقب واضح طور پر سامنے آنے لگے، بے علم اور کم علم لوگ اجتہاد مطلق کی مسند پر بیٹھ کر عجیب قسم کے جاہلانہ، طفلانہ اور مضحکہ خیز اجتہادات کرنے لگے اور غیر مقلدیت کے فتنہ پروربطن سے کفر وارتداد، لادینیت والحاد، فسق وفجور اور نفاق وبدعات نے تیزی سے جنم لینا شروع کیا تو بٹالوی صاحب اور قاضی صاحب کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا۔ یہ دونوں بزرگ اپنی خود کاشتہ فصل کے تلخ برگ وبار دیکھ کر بہت پچھتائے اور بڑے دردسوز اور جوش وخروش سے غیر مقلدین کو ان کی بے راہ روی، بے لگامی اور مطلق العنانی سے روکنے لگے، مگر ان کا یہ واویلا اور یہ چیخ وپکار بعد از وقت تھی۔ اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ان حضرات نے جو بویا تھا اس کے تلخ ثمرات کا ظہور میں آنا ایک فطری بات تھی۔

گندم از گندم بروید جوز جو ۔۔۔ از مکافات عمل غافل مشو

بٹالوی اور قاضی صاحب کو بعد از وقت اس فتنہ کی المناک نوعیت کا شدید احساس ہوا

اور اس احساس کی شدت نے ان کو انگاروں پر لوٹایا اور اپنے کئے دھرے پر بہت بہت نادم ہوئے۔ بہت چیخ و پکار کی مگر

(ع) اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

بٹالوی صاحب اور قاضی صاحب کے زمانہ میں ہی ان کے اپنے اعتراف واقرار کے مطابق غیر مقلدین میں ارتداد والحاد بڑی تیزی سے پھیلنے لگا تھا۔

بٹالوی صاحب کے زمانہ میں اور ان کے بعد اس فرقہ کے بطن سے شدید نوعیت کے مختلف فتنے جنم لے چکے ہیں، فتنہ انکار حدیث فتنہ نیچریت، فتنہ مرزائیت اور فتنہ اباحیت و تجدد پسندی شجر غیر مقلدیت کے زہریلے اور تلخ پھل اور کڑوے برگ و بار ہیں۔

یہ فتنے آج تک امت مسلمہ کے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو بگاڑنے، ان کا حلیہ مسخ کرنے اور ان کو اپنی خواہشات نفس کے مطابق ڈھالنے میں یہ فرقے پیش پیش ہیں۔ یہ فرقے اسلام کے نئے نئے ایڈیشن تیار کرنے میں رات دن مشغول و مصروف ہیں۔ ان کے لیل و نہار کی کاوشیں اسلام کی مخالفت کے لئے وقف ہیں۔ مسلمانوں کو جتنا شدید نقصان ان فرقوں اور فتنوں سے پہنچا ہے اتنا ضرر کسی اور فتنہ سے نہیں پہنچا۔

جن فتنوں نے غیر مقلدیت کے بطنِ فتنہ پرور سے جنم لیا وہ فتنہ نیچریت، فتنہ انکار حدیث، فتنہ مرزائیت اور فتنہ اباحیت کے نام سے مشہور و معروف ہیں، ان فتنوں کے بانی وہ حضرات تھے جو ابتداً غیر مقلد تھے، جب غیر مقلدیت کی تند و تیز اور تلخ شراب کا نشہ تیز سے تیز تر ہوا تو یہ اشخاص آخر کار اسلام کو سلام کر بیٹھے اور اسلام کے نئے نئے ایڈیشن تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ان فرقوں کے بانیوں اور ان کے معاونین کا غیر مقلد ہونا تاریخی حوالوں سے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔